# عورتوں کے دارالامان میں پناہ گزیں ہونے کے اسباب اور سدباب
## (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ)

# REASONS OF TAKING SHELTER BY WOMEN IN *DĀR-UL-AMĀN* AND REMEDIAL MEASURES :AN ANALYSIS IN ISLAMIC PERSPECTIVE

**Fanoos Jamāl**
Ph D Scholar, Department of Islamic Studies and Research, University of Science and Technology Banu; usman709@yahoo.com
**Hussain Muhammad Qarshi**
Assistant Prof. Department of Islamic Studies and Research, University of Science and Technology Banu

**Abstract**

Man and woman have been created for the satisfaction of each other. Rights and responsibilities assigned by Islamic laws guarantee peace and tranquility of domestic and social life, but unfortunately in our society, women are kept deprived of their basic rights, due to which women are facing different kind of domestic and social problems. The government is providing opportunities that would enable women to achieve their domestic, social, economic, educational and political rights. Shelter homes for women have been provided by the government to the women who have been deprived of others' help. The main purpose of shelter homes is to give safe haven for the women who leave their homes for some reason. In this article, the reasons that impose women to take shelter at "*Dār-ul-Amān*" with remedial measures have been analyzes in Islamic perspective. After reading this research article, we will be able to know: Main reasons for taking shelter at *"Dār-ul-Amān"* and Remedial measures for sending women to *"Dār-ul-Amān"* in Islamic perspective.

**Keywords:** Women, Shelter homes, Dār-ul-Amān, Reasons of Taking Shelter, Islamic Perslective

اگر آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو عورتوں کی آبادی بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہے۔ تناسب آبادی میں شرح زیادہ ہونے کے باوجود بھی دنیا کے متنوع معاشروں میں عورت کی قدر و منزلت نہایت نامعقول ہے۔ اگر چہ دلکش اور حسین لفظوں کے جوڑ سے مختلف پلیٹ فارمز سے اُن کے تحفظ اور حقوق کو بھی سنہری الفاظ سے آشکارا کیا

جاتا ہے اور ملکی سطح پر تحفظ نسواں کے لیے قوانین بھی بنتے ہیں۔ مگر حقیقی اعتبار سے زمانہ حال میں خواتین کو اپنے حقوق لینے سے دور رکھا گیا ہے۔

اس کائنات میں خوب صورتی اور دلکشی عورت ہی کے وجود سے ہے جو ہر روپ میں پیار و محبت اور دلکشی پیدا کرنے والی ہے۔ کبھی یہ شفیق و مہربان ماں، کبھی والدین کا غم دور کرنے والی بیٹی، کبھی بھائی پر ہر چیز قربان کرنے والی بہن تو کبھی شوہر کے لیے باعثِ سکون وراحت اور غم گسار بیوی ہے۔ یعنی عورت وہ مقدس ہستی ہے جو ہر رشتے کو مکمل اور خوب صورت بنا دیتی ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ عورت جیسی مہربان ذات ہمارے معاشرے میں ہر روپ میں مظلومیت کی تصویر بنی ہوئی ہے: اگر عورت بیوی ہے تو شوہر کئی طرح کے ناجائز مطالبات اس سے منواتا ہے۔ اگر بیٹی ہے تو انہیں جائیداد سے محروم رکھا جاتا ہے اور اگر بہن ہے تو بھائی کی غیرت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے یعنی ہر حال میں عورت ہی کو قربانی کا بکرا بننا پڑتا ہے۔ بعض اوقات معاشرتی ناہمواری اور حقوق کی پامالی کی وجہ سے خواتین کو بے کس و بے گھر ہونا پڑتا ہے۔ لہذا ان خواتین کی رہائش، خوراک اور لباس کے بندوبست کے لیے دارالامان بنائے جاتے ہیں۔

اس تحقیقی کاوش کے تین (۳) جزو ہیں:

پہلا: عورتوں کا حقیقی دائرہ کار اسلامی تناظر میں پیش کرنا۔

دوسرا: اُن عوامل کو زیر غور لانا جو عورتوں کے لیے دارالامان جانے کا سبب بنتے ہیں۔

تیسرا: اس حصے میں عورتوں کا دارالامان میں داخلے کے سدباب کا اسلامی تناظر میں تحقیقی جائزہ پیش کرنا۔

## عورت کا حقیقی دائرہ کار

شریعت اسلام انسانی زندگی سے متعلق مکمل رہ نمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک کی ذمہ داری، حقوق اور دائرہ کار کی بھی نشان دہی کی ہے۔ مرد کو خاندان کا سربراہ مقرر کرکے اس کے ذمہ اپنے اہل وعیال کی بنیادی ضروریات جیسے اہم امور سپرد کیے جب کہ تربیت اطفال، حفاظت بیت وغیرہ خواتین کے ذمہ ڈالی ہے۔

چوں کہ جسمانی ہیت کے اعتبار سے خواتین مردوں کی بہ نسبت کمزور ہے۔ اس لیے شریعت اسلام نے عورت کا دائرہ کار گھریلو معاملات تک محدود بنایا تاکہ وہ گھریلو نظام کو بخوبی چلا سکے اور گھر کی چار دیواری میں رہ کر اپنے بدن اور نسب کی حفاظت کو یقینی بنا سکے اور غیر مرد کی نگاہ ہوس سے محفوظ ہو کر باعزت زندگی گزار سکے۔ قرآن میں

فرمان الٰہی ہے: "وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى"[1] "اور قرار کے ساتھ اپنے مکانوں میں رہو اور غیر مردوں کو بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا"۔

حیاتیاتی طور پر مرد وزن کی جسمانی بناوٹ میں فطری فرق ہے دونوں کی صلاحیتیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ مرد فطری طور پر بیرونِ خانہ کے معاملات کے لیے موزوں ہے جب کہ عورت اندورنِ خانہ امور کے لیے موزوں ہے کیوں کہ عورت جسمانی اعتبار سے مردوں سے کمزور ہے اور زیادہ مشقت برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ انہیں ایسے عوارض (حیض و نفاس) بھی لاحق ہو جاتے ہیں جو انہیں مسلسل محنت اور مشقت سے روک لیتے ہیں۔

شریعت اسلام ایک فطری دین ہے اور اس کے احکامات حقیقت پر مبنی ہیں یعنی فطری تقاضوں کو قانونی صورت دینے کا نام شریعت ہے۔ عورت کا مزاج، رجحان، نفسیات اور جسمانی ساخت سب یہ تقاضا کرتے ہیں کہ اُن پر مرد کی بہ نسبت کم بوجھ ڈالا جائے یعنی عورتوں کو اُن کاموں کی ذمہ داری سونپی جائے جن میں محنت ومشقت کم ہو۔ اس لیے شریعت نے اس معاملے میں عورت کی جسمانی ہیت کا لحاظ کرتے ہوئے گھریلو معاملات کو سنبھالنے کا حکم دیا، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ گھریلو امور خواتین کے مزاج اور استطاعت کے موافق ہیں۔

## خواتین کے دارالامان میں داخلے کے اسباب اور سدباب

جب عورتیں گھریلو اور معاشرتی ناانصافی کا شکار ہو جائیں اور انہیں کوئی اور سہارا نہ ملے تو ایسی بے گھر و بے کس عورتوں کو دارالامان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ دارالامان ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جہاں بے آس و بے بس خواتین کی رہائش، خوراک اور لباس کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

وہ کون سے عوامل ہیں جو خواتین کے دارالامان میں داخلے کے اسباب بنتے ہیں اور ان کا تدارک کیسے ہو گا؟ لہٰذا چند ایک عوامل پر تبصرہ زیر بحث ہے:

تشدد نسواں، نکاح میں عورت کی مرضی کو ترجیح نہ دینا، میاں بیوی کے مابین حسن سلوک کا نہ ہونا، غیر کفو میں شادی، نان ونفقہ میں کوتاہی کرنا، عورتوں کی جنسی خواہش کی عدم تکمیل اور شادی بیاہ سے متعلق شریعت کے منافی رسم ورواج (رسم سَورَہ)۔ اِن اسباب کا اسلامی تناظر میں سدباب درج ذیل ہے:

---

[1] ۔ سورۃ الاحزاب 33:33۔

Al-Qura'n, 33 : 33

## (1) گھریلو تشدد

شرعی تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہمارا معاشرہ کئی مسائل سے دوچار ہے جن میں گھریلو تشدد سب سے نمایاں ہے۔ مؤدت بین الزوجین تب ممکن ہوسکتی ہے جب دونوں اطراف سے باہمی حقوق وفرائض کی ادائیگی بطریقہ احسن ہو اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو زوجین میں دوطرفہ پیار ومحبت کی فضا تو کیا دونوں میں نفرت کا وقوع اغلب ہوتا ہے اور جب خاوند اپنی بیوی پر تشدد وزیادتی پر آجائے تو اس سے گھریلو امن وسکون غارت ہوجاتا ہے۔ دیگر مذاہب کے برعکس عورتوں کے معاملے میں اسلام ایسی تعلیمات پیش کرتا ہے جو ایک طرف عورتوں کو اُن کے جائز حقوق کو پامال ہونے سے بچاتا ہے اور دوسری طرف اُن (عورتوں) کے ذمہ ایسے فرائض لازم کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ امور خانہ داری میں ملکہ کی حیثیت پالیتی ہیں۔ اسلام نے مرد کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ اپنی عورتوں پر بلاوجہ سختی وتشدد سے گریز کرے۔ یہاں تک کہ شوہر پر یہ پابندی عائد کی ہے کہ جب انہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ اپنی بیوی سے بہتر سلوک نہ رکھ سکے گا تو ایسی صورت میں بیوی کو نکاح میں نہ رکھنے کا حکم دیا ہے: "وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا"[2] "اور عورتوں کو تکلیف دینے اور زیادتی کرنے کی نیت سے اپنے پاس (یعنی نکاح میں) مت رکھو"۔

رحمت للعالمین رسول عربی وعجمی نے عورتوں کو وہ تمام حقوق دینے کا درس دیا جو اُن کا فطری حق تھا، اس کا اندازہ اس فرمان نبوی سے بخوبی عیاں ہوجاتا ہے کہ آپ نے امت کے مردوں کو اس بات کا پابند کیا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ زمانہ جاہلیت والا سلوک نہ کرو کہ بیویوں کو صرف ایک ضرورت کی چیز سمجھا جاتا تھا اور ان کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک رکھا جاتا تھا: "لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ"[3] "تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے پیٹے جس طرح غلام کو مارا پیٹا جاتا ہے کیوں کہ پھر دوسرے روز اُس سے ہم بستری بھی کرنی ہوتی ہے"۔ اس فرمان نبوی کے مطابق بیوی کو مارنا پیٹنا درست نہیں جب کہ قرآن مجید نے بیوی کو

---

[2]۔ سورۃ البقرہ 2:231۔

Al-Qura'n, 2 : 231

[3]۔ محمد بن اسمٰعیل البخاری، الصحیح، دار طوق النجاہ، الطبعہ: الاولی، 1422ھ، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء، رقم الحدیث: 5204۔

*Muḥammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Dār Al ṭūq al-Najāh, al-ṭab' al-Aūlā, Kitāb-al-nikāḥ, Bāb mā yukrihu man ḍarab al-nisā', Ḥadīth,no 5204*

مارنے کی اجازت دی ہے ان دونوں نصوص میں تطبیق یوں ہوگی کہ یہ مارنا ایسا نہ ہو جس سے عورت کا جسم زخمی ہو جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ کی ایک حدیث کے مطابق اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جب بیوی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو جائے تو اُن سے خواب گاہ جدا کر دو اور جب اس سے بھی باز نہ آجائیں تو انہیں مارو مگر چوٹ نہ آئے۔ بہر حال بیوی کو چند شرائط کے تحت مارا جا سکتا ہے بشرطیکہ غلاموں کی طرح نہ مارا پیٹا جائے، نہ منہ پر مارا جائے اور نہ ہی مار ایسی ہو جس سے جسم پر زخم آجائے اور نہ ہی مار کی شدت اس قدر زیادہ ہو کہ جس سے اُس کی ہڈی ٹوٹ جائے۔

تشدد کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں: جسمانی تشدد، مالی تشدد، جنسی تشدد اور ذہنی تشدد۔ تشدد جسمانی سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کو جسمانی تکلیف دی جائے یعنی مارنا پیٹنا۔ مالی تشدد سے مراد عورتوں کو مالی حقوق سے محروم رکھنا ہے مثلاً: گھر چلانے کے لیے مناسب خرچہ نہ دینا یا وراثت سے محروم کرنا وغیرہ۔ جنسی تشدد سے مراد بیوی کے ساتھ زبردستی جماع کرنا ہے، دور حاضر میں خاوند کا بیوی کے ساتھ جبراً جماع کرنے کو "Marital Rap" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس کے تین پہلو ہیں: مذہبی، قانونی اور نفسیاتی۔ شرعی لحاظ سے بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کی جنسی تسکین کو پورا کرے اور جب بھی انہیں خاوند حقوق زوجیت کے لیے بلائے تو وہ راضی ہو جائے: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلیٰ فِرَاشِهِ فَاَبَتْ فَبَاَتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الملائكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ"[4] "جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر حقوق زوجیت کے لیے بلائے اور وہ اس سے انکار کرے اور خاوند ناراضگی کی حالت میں رات بسر کرے تو ایسی عورت پر پوری رات ملائکہ لعنت کرتے ہیں"۔ بیوی کے ساتھ جبراً جماع کا ایک قانونی پہلو بھی ہے: بعض ممالک مثلاً: امریکہ، روس اور برطانیہ وغیرہ میں اپنی بیوی کے ساتھ زبردستی مباشرت کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ اس مسئلے کا ایک پہلو نفسیاتی ہے: عورتوں کی نفسیات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کے ساتھ اس وقت مباشرت کی جائے جب وہ ذہنی اور جنسی طور پر اس کے لیے آمادہ ہوں۔ گھریلو تشدد و زیادتی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بیوی کو ڈرایا اور دھمکایا جائے: یعنی انہیں گالی دی جائے یا انہیں بستر گاہ سے جدا کیا جائے تو اس قسم کی زیادتی و ظلم کو ذہنی تشدد کہا جاتا ہے۔

---

[4]۔ البخاری، صحیح، کتاب بداء الخلق، باب اذا قال احدکم، رقم الحدیث:3237۔

*Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb-al-Bad'-al-Khalq, Bāb Iḍā qāla aḥdukum Ḥadīth,no 3237*

رب کائنات نے مرد وزن کو ایک دوسرے کے لیے باعث راحت وسکون بنایا ہے مگر پھر بھی ہمارا گھریلو ماحول کئی مسائل کا شکار ہے۔ اگر تحقیقی طور پر دیکھا جائے تو ان میں سب سے نمایاں سبب "تشدد" ہی ہے۔ ہمارا گھریلو زندگی "تشدد وزیادتی" کا شکار کیوں؟ اور وہ عوامل کیا ہیں جو گھریلو تشدد کے اسباب بنتے ہیں؟ ان ہی عوامل میں سے بعض نمایاں یہ ہیں: اسلامی تعلیمات کی کمی، مرد کی ناقص معاشی حالت، غیر کفو میں شادی، شوہر کا نشے کا عادہ ہونا اور شوہر کی جنسی خواہش کی عدم تسکین اور بیوی کی روشن خیالی وغیرہ۔

عورت تب ہی امور خانہ داری کو بخوبی نبھائے گی جب مرد اُس کے حقوق کو پورا کرے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی وہ تشدد کا شکار ہو تو اس سے عورت کی زندگی بری طرح متاثر ہو جاتی ہے: عورت مایوس ہو کر امور خانہ داری سے غافل ہو جاتی ہے اور اپنے شوہر کے لیے جو جذبہ ایثار ومحبت تھا وہ نفرت کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور زوجین میں جو رشتہ محبت ومؤدت عقد نکاح کے ذریعے قائم ہوا تھا اُس کی دیواریں گرنا شروع ہو جاتی ہیں: یعنی بیوی اس کوشش میں لگ جاتی ہے کہ کسی طرح سے شوہر سے چھٹکارا حاصل ہو جائے خواہ شوہر اسے طلاق دے دے یا وہ خود شوہر سے خلع طلب کرے اور اگر ان دونوں طریقوں سے بھی شوہر سے اسے چھٹکارا نہ مل سکے تو آخر کار عورت گھر سے بھاگ جاتی ہے۔

### (2) نکاح میں عورت کی رضامندی کو مد نظر نہ رکھنا

مذاہب عالم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول دین اسلام ہے۔ اسلام نے انسانی نظام حیات کے ہر پہلو کے بارے میں رہنمائی فراہم کی ہے۔ ان میں سے ایک اہم پہلو خاندانی نظام زندگی ہے۔ اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے خاندان کے دو اہم ستون (مرد وعورت) کو یکساں حقوق سے نوازا ہے اور اسی طرح ان دونوں (میاں بیوی) کے لیے مستحکم اور پائیدار زندگی گزارنے کے لیے ایک لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔ یعنی خاوند کو بیرونی معاملات اور بیوی کو اندرونی گھریلو معاملات حوالہ کیے ہیں۔

شریعت اسلام مرد وعورت کو پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایات دیتی ہے۔ اگر مرد وعورت ان ہدایات پر عمل کر کے زندگی گزاریں تو اس سے ایک مثالی خاندان جنم لیتا ہے۔ جو معاشرے کی ایک اہم اکائی ہے۔ شریعت اسلام میں نکاح کا مقصد صرف نفسانی خواہشات کو پورا کرنا نہیں بلکہ یہ انسانیت کے لیے راحت وسکون فراہم کرنے کا ایک

پاکیزہ طریقہ ہے:"هوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا"[5]"(اللہ)وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک نفس اور اس سے اس کا جوڑا بنالیا تا کہ اس سے راحت حاصل کر سکو"۔

مرد و عورت تب ایک دوسرے کے لیے راحت و سکون کا ذریعہ بنتے ہیں جب دونوں کے مزاج میں یگانگت ہو۔اس لیے شریعت اسلام نے مرد و عورت کو شادی کرنے کے معاملے میں خودارادیت کا حق دیا ہے۔:"عن انس بن مالک اَنَّ المغِیرة بن شُعبَه اَرَادَ اَن یَّتَزَوَّجَ امْرَاَةً- فَقَال لَهُ النَّبِی صلی الله علیه وسلم: اذهب فَانْظُر اِلَیْهَا فَاِنَّهُ اَحْرَی اَن یُؤدَمَ بَیْنَکُمَا،فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَهَا فَذَکَرَ مِن مُوَافَقَتِهَا"[6]"انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے شادی کرنے کی تمنا کر لی تو نبی اقدس ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس عورت کو دیکھنے کے لیے جاؤ۔ امید ہے کہ تمہارے درمیان یگانگت پیدا ہو جائے، تو اس نے یہ کام کیا اور اس (عورت) سے شادی کر لی"۔

موجودہ دور میں عقد نکاح میں لڑکی کی رضامندی کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ اگر دوشیزہ اپنی پسند سے شادی کرنے کا اظہار کرے تو وہ بے حیا اور روشن خیال متصور کی جاتی ہے۔اسلام اپنی پسند کی شادی کرنے کا حق دیتا ہے۔ قبل از نکاح مرد وزن کے ایک دوسرے کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ سردار دو عالم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ وہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اُسے ایک دفعہ (بغرضِ نکاح) دیکھنے میں کوئی حرج نہیں:"اِذَا اَلْقَی اللهُ فِیْ قَلْبِ امْرِیءٍ خِطْبَةَ امْرَاَةٍ فَلَا بَاْسَ اَن یَّنْظُرَ اِلَیْهَا"[7]"جب اللہ کسی آدمی کے دل میں کسی عورت سے شادی کرنے کی خواہش پیدا کرے تو اس عورت کو (بغرض نکاح) دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں"۔

---

[5]۔سورۃ الاعراف 189:7

*Al-Qura'n, 7 : 189*

[6]۔ محمد بن یزید القزوینی، السنن، (داراحیاء الکتب العربیہ،(س-ن)، کتاب النکاح، باب: نظر اِلَی المراۃِ اِذَا اَرَادَ اَن یتزوجھا، رقم الحدیث:1864۔

*Muḥammad bin Yazīd al-Quzwīnī, al-Sunan, Dār-al-iḥya-al-kutab al-'rabīya, Kitāb-al-nikāḥ, Bāb Naẓar ilā al-mar'a iẓā arada an yatazawwajaha, Ḥadīth,no1864*

[7]۔ایضاً، رقم الحدیث:1865۔

*Ibid, Ḥadīth,no 1865*

آج کل خواتین جن مسائل میں مبتلا ہیں ان میں سے ایک عقد نکاح میں ان کی ترجیح کو نظر انداز کرنا ہے۔:"اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَة كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِعَبَّاس: يا عباس اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مغيثٍ بريرةَ وَمِنْ بُغْضِ بريرةَ مغيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله على وسلم لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالت:يارسول الله تَأْمُرُنِيْ؟ قَال اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ قَالت:لَاحَاجَةَ لِيْ فِيْهِ"[8] بریرہ کا خاوند جس کو مغیث کہا جاتا تھا۔(ابن عباس اس کے بارے میں کہتے ہیں) میں اب بھی وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ جب مغیث رو رو کر بریرہ کے پیچھے جا رہے تھے۔اس دوران اس کے آنسو داڑھی پر جاری تھے۔سرکار دو عالم ﷺ نے ابن عباس سے فرمایا کیا تمہیں مغیث کی محبت بریرہ کے لیے اور بریرہ کی نفرت مغیث کے لیے، پر تعجب ہے؟ سرکار دو جہاں ﷺ نے بریرہ سے فرمایا کہ تو (مغیث) کی طرف رجوع کرو۔ تو (بریرہ) نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو حکم کر رہے ہیں؟ تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سفارش کر رہا ہوں تو اس نے کہا: مجھ کو اس کے ساتھ رہنے میں کوئی دلچسپی نہیں"۔

### (3) شوہر و بیوی کے مابین حسن سلوک کا نہ ہونا:

میاں بیوی کے درمیان معیاری و مثالی زندگی حسن سلوک کی بدولت ممکن ہے۔اسلام نے مرد کو خاندان کی سربراہی کرنے کا فریضہ سونپا ہے تاکہ مشکل وقت میں اپنے خاندان کو ہر قسم کے مسائل سے نکال سکے۔اس کے علاوہ بطور سربراہ وہ عورت کے حقوق کا بھرپور خیال رکھ سکے۔

نبی اقدس ﷺ نے اس شخص کو کامل مومن ہونے کی بشارت دی ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا برتاؤ رکھے:"اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُم خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِم"[9] "مؤمنین میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل وہ ہے جس کے اچھے اخلاق ہوں اور تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے اچھا ہے"۔

---

[8]۔البخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب شفاعۃ النبی فی زوج بریرہ، رقم الحدیث:5283۔

*Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb-al-ṭalāq, Bāb shafat-al-nabi fi zouj Barira, Ḥadīth,no 5283*

[9]۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی، السنن، بیروت: دارالغرب الاسلامی، 1998ء، ابواب الرضاع، باب: حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث:1162۔

*Muḥammad bin'īsā al-Tirmaḍī, al-Sunan, Beirūt, Dār-al-Garb-al-Islāmi, 1998, abwāb al-Radhā', bāb ḥaq-al-marate alā zouj, Ḥadīth,no 1162*

شریعت نے مرد کو بطور سربراہ اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے خاندان کی نگہداشت کرے اور اس کے ساتھ خاندان کی دوسری اہم اکائی (عورت) سے حسن سلوک اور حسن معاشرت سے اپنی زندگی گزارے۔ بیوی کے ساتھ کنیزوں جیسا سلوک نہ رکھے۔ اگر کسی موقع پر شوہر کو بیوی کی کوئی بات ناگوار لگے تو اس کے ساتھ نرمی کر کے اس کو معاف کرے۔ اس بارے میں فرمان الٰہی ہے: "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا"[10] "اور اپنی (بیویوں) سے اچھا رہن سہن کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو قریب ہے کہ تو ایک چیز کو ناپسند کرے اور اللہ اس میں بہت خیر لے آئے"۔

## (4) غیر کفو میں شادی

لفظ نکاح کا لغوی معنٰی دو چیزوں کو باہم یکجا کرنا یا ایک چیز کا دوسری میں جذب ہونا ہے[11] جب کہ شریعت میں اس کی بدولت مرد و عورت کے درمیان مباشرت (جنسی تعلق) جائز ہو جاتا ہے[12]۔ عقد نکاح کے بنیادی مقاصد یہ ہیں: نسل انسانی کی بقاء، انسانی اخلاق کا تحفظ، مرد و عورت کے مابین ایک پاکیزہ رشتہ اور اسلامی معاشرہ کا قیام وغیرہ۔

گھریلو نظم وضبط قائم کرنا ناگزیر ہے۔ لہذا زوجین کے مابین مستقل اور پائیدار تعاون تب ممکن ہو سکتا ہے جب مرد و عورت دونوں ہر لحاظ (دین، نسب، مال اور معاشرتی حیثیت) سے مساوی ہوں۔ جب میاں بیوی کے مسائل اور ضروریات ایک جیسی ہوں تو وہ جلد باہمی طور پر گھل مل جاتے ہیں اور اگر اُن کے مابین رہن سہن اور نظریات کا فرق ہو تو اُن میں محبت کی بجائے دوری کا اندیشہ رہتا ہے۔ جب خاوند کے مشاغل بیوی کی دلچسپی سے یکسر مختلف ہوں یا بیوی کی ضروریات خاوند کی استطاعت سے بڑھ کر ہوں تو کس طرح دونوں کے درمیان پیار و محبت کی فضاء قائم ہو گی۔ دورِ حاضر کے پریشان کن مسائل میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد

---

[10]۔ سورۃ النساء 4:19۔

*Al-Qura'n, 4 : 19*

[11]۔ ابو حبیب سعدی، القاموس الفقہی، (کراچی: ادارہ القرآن وعلوم الاسلامیہ، س ن)، ص 360۔

*Abū Ḥabīb Sa'dī, al-Qāmūs al-Fiqhī, Karāchī, Idārah, al-Qūrān wa 'ūlūm al Islāmiyah, p 360*

[12]۔ محمد بن علی الشوکانی، فتح القدیر، (بیروت: دار ابن کثیر، 1414ھ)، ج 3، ص 98۔

*Muḥammad bin'alī, al-Shoukānī, Fatḥ-al-Qadīr, Beirūt, Dār Ibn Kathīr,1414H, vol.3, p.98*

و عورت دونوں یہ چاہتے ہیں کہ انہیں خود سے اعلیٰ نسب، دین و تقویٰ، معاشرتی حیثیت اور مال و دولت والا رشتہ مل جائے۔ جو بعد میں دونوں کے لیے ایک مصیبت ثابت ہو جاتی ہے۔ "اگرچہ تمام بنی نوع انسان (مرد و عورت) سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یکساں حقوق کے مالک ہیں مگر شادی کرنے میں کفو کا خیال رکھنا شریعت کے اہم تقاضوں میں سے ایک ہے تاکہ خاندانی مسائل جنم نہ لے سکیں اور میاں بیوی میں مؤدت اور رحمت کا تعلق ہو"۔[13]

میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت والفت کے لیے دونوں کا ہر لحاظ سے مساوی ہونا چاہیے اور اگر میاں وبیوی کے مابین اس کا خیال نہ رکھا گیا تو یہ رشتہ ازدواج کبھی بھی پائیدار نہ ہو سکے گا اور کبھی بھی اس سے ایک خوشحال خاندان کی تکمیل ممکن نہ ہو گی: "شادی کرنے میں موافقت کا ہونا ضروری ہے اور اگر باہمی موافقت نہ ہو تو نکاح کا جو مقصد ہے اس میں خلل آجاتا ہے۔ زوجین ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ باہمی بحث ومباحثہ اور نزاع کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے زوجین کے درمیان باہمی مماثلت کا حکم دیا ہے"[14]۔ جب ایک اعلیٰ وارفع خاندان والی لڑکی کا نکاح کسی کمتر خاندان میں ہو جائے یا کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کا نکاح کسی اَن پڑھ سے ہو جائے تو دونوں صورتوں میں رشتہ ناپائیدار ہو گا۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ زوجین کے درمیان جھگڑا روز کا معمول ہو گا اور اس کا فیصلہ طلاق ہی پر منتج ہو گا: "ایک عورت نے بچہ جننے سے پندرہ بیس منٹ قبل اپنے خاوند سے طلاق مانگ لی، عورت کو معلوم تھا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ بچہ جننے سے پانچ منٹ پہلے طلاق ہوئی ہو۔ خاوند نے کہا کہ اس وقت طلاق لے کر کیا کرو گی آخر طلاق کی کوئی وجہ بھی ہے۔ بیوی نے کہا کہ بس میرا دل خوش ہو جائے گا اور ایک طلاق سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا تم رجوع کرنا۔ خاوند نے ایک طلاق دی اور نماز پڑھنے گیا جب وہ نماز سے فارغ ہو کر گھر واپس آیا تو بچہ پیدا ہو چکا تھا اور اس عورت کی عدت بھی پوری ہو چکی تھی۔ بعض

---

[13]۔ ابو الاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، (ادارہ ترجمان القرآن، (س-ن))، ص۔26

*Abū-al-'alā,Moudūdī, Ḥuqūq-al-Zoujain, Idārah, Tarjman-al-Qurān, p. 26*

[14]۔ محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن (کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۸ء)، ج7، ص ۱۵۲۔

*Muḥammad Shafi', 'uthmānī, Ma'ārif-al-Qurān,Karāchī, Maktabah, Ma'ārif-al-Qurān,2008,Vol.7,p.152*

عورتیں مزاج کی ناواقفیت کی وجہ سے نباہ نہیں کر سکتیں اور اس وجہ سے انہیں طلاق سے خوشی ہوتی ہے،لہذا نکاح کے معاملہ میں میاں بیوی کے مزاج میں موافقت کا ہونا ضروری ہے"۔[15]

### (5) نان ونفقہ میں کوتاہی کرنا

اسلامی شریعت اور عصری قوانین ایک مرد کو اپنی عورت کے بنیادی حقوق کو بجالانے کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے مگر افسوس اکثر لوگ ناواقف ہوتے ہیں یا واقفیت کے باوجود غفلت برتتے ہیں۔ خاص طور پر مشترکہ خاندان کی صورت میں عورت کو اپنی بنیادی سہولیات و حقوق میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیوں کہ مشترکہ خاندان میں معاشی معاملات کا ذمہ سربراہ خاندان کے پاس ہوتا ہے جو عمومی طور پر پدرسری یا مدرسری خاندان ہوتا ہے جسے وہ اپنی خواہش سے خرچ کرنے لگتا ہے۔لہذا عورت اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے اپنے شوہر سے مطالبات کرتی رہتی ہے۔ جن سے گھریلو تنازعات پروان چڑھتے ہیں۔

خواتین کے معاشی انتظام کا مسئلہ نہ صرف زمانہ حال کا ہے بلکہ قبل از اسلام بھی عورتیں اس کا شکار تھیں لیکن جب اسلام آیا تو اس نے خواتین کو بنیادی حقوق دینے کے علاوہ ان کو عزت کا مقام بھی بخشا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو وہ اپنے اہل وعیان پر خرچ کر ڈالے:"اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً)[16]""جب کوئی مسلمان بغرض صدقہ اپنے گھر والوں پر کچھ خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے"۔

نبی کریم ﷺ نے اس صدقہ کو بہترین قرار دیا جو دینے والے کو مالدار کر دے اور اس کی بہترین شکل یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرے:"اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَاتَرَكَ غِنًى "[17]"وہ بہترین صدقہ ہے جو دینے والے کو مالدار چھوڑے"۔

---

[15]۔اشرف علی تھانوی، خطبات حکیم الامت،(ملتان،ادارہ تالیفات اشرفیہ،1420ھ)ج25،ص104۔
*Ashraf 'alī Thānvī, Khutbāt Ḥakeem-al-Umat,Multān, idarah talifāt ashrafia, 1420H, vol. 25, p. 104*

[16]۔البخاری، الصحیح، کتاب النفقات، باب فضل النفقہ علی الاھل، رقم الحدیث:5351۔
*Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb-al-Nafaqāt, bāb fadhal-al-nafqah ala alahl, Ḥadīth no 5351*

[17]۔ایضاً، رقم الحدیث:5355۔

اگر شوہر بیوی کو مناسب خرچ نہ دے تو بیوی خاوند کے مال سے اپنی ضرورت وحاجت کے لیے چھپا سکتی ہے:"جَاءَتْ هِنْدٌ بِنتُ عُتْبَه فَقَالَت :یارسول الله صلی الله علیه وسلم،اِنَّ ابوسُفْیَانَ رَجُلٌ مِسِّیْکٌ فَهَل عَلَیَّ حَرَجٌ اَنْ اَطْعِمَ مِنَ الَّذِیْ لَهُ عِیَالَنَا؟ قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ "[18]"سیدہ ہندہ بنت عتبہ نبی اقدس کے پاس آگئی اور کہا:اے نبی اللہ، ابوسفیان (ہندہ کا شوہر) ایک بخل کرنے والا آدمی ہے کیا میں اس کے علم میں لائے بغیر کوئی اپنے اور اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز (خرچہ) لے سکتی ہوں؟ تو نبی اقدس نے فرمایا نہیں! مگر دستور کے مطابق"۔

**نفقہ کے حوالے سے خاوند کی ذمہ داریاں:**

شریعت اسلام نے خاوند کے ذمہ بعض امور لازمی کیے ہیں:اکل وشرب اور لباس:"وَاَطْعِمْهَا اِذَا طَعِمْتَ وَاکْسُهَا اِذَااکْتَسَیْتَ "[19]"اسے (عورت) وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور اسے وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو"۔اس کے علاوہ اپنی استطاعت کے مطابق عورت کے لیے رہائشی گھر کی فراہمی بھی خاوند کی ذمہ داریوں میں سے ہے:"اَسْکِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِنْ وُجْدِکُمْ"[20]"جہاں تم رہتے ہو وہاں اپنی استطاعت کے مطابق انہیں رکھو"۔

**(6) عورتوں کی فطری خواہش کا لحاظ نہ رکھنا**

خاوند کو یہ بات ذہن نشیں کرنی چاہیے کہ ہر بیوی اپنے شوہر سے تین چیزیں ضرور چاہتی ہے تحفظ، حوصلہ افزائی اور توجہ۔بیوی کی اولین ضرورت یہ ہے کہ جب وہ خاوند کی خاطر سب کچھ چھوڑ کر آتی ہے تو یہ اس کا بنیادی حق بنتا ہے کہ انہیں ایسی جگہ پر ٹھہرایا جائے جہاں اُس کی جان اور عزت محفوظ ہو۔عورت کی دوسری ضرورت یہ ہے کہ جب وہ امور خانہ داری کو بخوبی سرانجام دے تو خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی حوصلہ افزائی کرے، اخلاق حسنہ کا

---

*Ibid, Ḥadīth,no 5355*

[18]۔ایضاً، رقم الحدیث:5364۔

*Ibid, Ḥadīth,no 5364*

[19]۔سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، (بیروت: دارالرسالہ العالمیہ، 1430ھ) کتاب النکاح، باب فی حق المرأۃ علی زوجھا، رقم الحدیث:2142۔

*Sulymān Ibn Ash'ath, al-Sunan, Beirūt, Dār-ar-resāla al-ālmiayya, 1430H, kitab-an-nikāḥ, bāb ḥaq-al-marate alā zoujehā, Ḥadīth,no 2142*

[20]۔سورۃ الانعام 6:65۔

*Al-Qura'n, 6 : 65*

مظاہرہ کرے اور بیوی کی تیسری اور سب سے اہم ضرورت خاوند کا خصوصی توجہ دینا ہے۔ توجہ سے مراد یہ ہے کہ بیوی کو ہر طرح کا اطمینان فراہم ہو چاہے وہ اخلاقی ہو یا جنسی۔ اخلاقی اطمینان یہ ہے کہ بیوی کو وقت دیا جائے، اُس کا حال پوچھا جائے اور اس کے ساتھ گھریلو معاملات سرانجام دینے میں مشورہ کیا جائے۔ جب کہ جنسی اطمینان یہ ہے کہ بیوی کی جنسی خواہش کا خیال رکھا جائے۔

دورِ حاضر میں اکثر مرد اپنی بیویوں کو وہ توجہ نہیں دیتے جو ایک عورت کو اپنے خاوند سے توقع ہوتی ہے۔ آج کل مرد اپنی بیوی میں کم اور دوسری عورتوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ حضور اقدس سے بعض عورتوں نے اپنے شوہروں سے متعلق شکایت کی کہ اُن کے خاوند رات کو کثرت سے عبادت کرتے ہیں اور ان کی خصوصی حاجت کو نظر انداز کرتے ہیں تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس بات کی تاکید کی کہ اپنی بیویوں کی ازدواجی حاجت کو پورا کرنا صدقہ ہے:"وَفِیْ بِضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ قَالُوْا یارسولَ اللّٰہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہُ یَکُوْنُ لَہُ فِیْھَا اَجْرٌ؟ قَال :اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِی الْحَرَامِ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْھَاوِزْرٌ؟فَکَذٰلِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہُ فِیْہِ اَجْرٌ"[21] "اپنی (بیویوں سے) جنسی حاجت پورا کرنا صدقہ ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی شہوت کو پورا کریں تو اس پر بھی اجر ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے اگر تم اس (صلاحیت) کو حرام (زنا) میں صرف کرتے تو یہ گناہ نہیں ہوتا؟ پس اگر اسے حلال پر صرف کرے تو اس میں اجر ہے"۔

### (7) شادی بیاہ سے متعلق شریعت کے منافی رسم ورواج (رسم سَورَہ)

فریقین کے درمیان تنازعہ کے خاتمے کے لیے جو عورت بدل صلح دی جاتی ہے اسے سورہ کہا جاتا ہے۔ یہ رسم عموماً دو طرح کے معاملات (تنازعات) میں بروئے کار لائی جاتی ہے: جب ایک خاندان کا کوئی شخص دوسرے خاندان میں کسی کو قتل کر دے یا جب ایک شخص کسی عورت سے بدکاری کرے۔ یہ رسم اسلامی شریعت میں ممنوع و حرام ہے: "وَلَاتَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا وَلَا تَزِرُوَازِرَۃٌ وِزْرَاُخْرٰی"[22] "اور جو کوئی شخص کوئی کمائی کرتا ہے تو اس

---

[21]۔ مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، (س-ن)) کتاب الزکوۃ، باب بیان ان اسم الصدقہ یقع علی کل نوع من المعروف، رقم الحدیث:1006۔

*Muslim bin Ḥajjāj al-Qashīrī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb-al-zakāt, bāb bayān anna-isma asadqa yaqao alā kulli noue min al-ma'rūf, Ḥadīth no 1006*

[22]۔ سورۃ الانعام، 6:164۔

*Al-Qura'n, 6 : 164*

کا نفع ونقصان خود اسی پر پڑتا ہے نہ کہ کسی اور پر"۔اسی طرح نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اَلَا لَایَجْنِیْ جَانٍ اِلَّا عَلٰی نَفْسِہٖ وَلَا یَجْنِیْ وَالِدٌ عَلٰی وَلَدِہٖ وَلَامَوْلُوْدٌ عَلٰی وَالِدِہٖ "[23]"جان لو کہ جان کی ذمہ داری صرف اسی فرد پر ہو گی اور باپ کے جرم کی سزا اُس کے بیٹے پر نہیں اور نہ ہی بیٹے کے جرم کی سزا اُس کے والد پر ہے"۔

چوں کہ حرہ یعنی آزاد عورت کو مال کی حیثیت حاصل نہیں اس لیے وہ صلح میں عوض نہیں بن سکتی۔ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نکاح میں بطور مہر دی جاسکتی ہو وہ صلح میں بھی بدل مال بنایا جاسکتا ہے: "کُلُّ مَا یَصْلُحُ اَن یَّکُوْنَ صَدَاقًا فِی النِّکَاحِ یَصْلُحُ اَن یَّکُوْنَ عِوَضًا فِی الصُّلْحِ"[24]"ہر وہ شے جو عقدِ نکاح میں مہر بننے کے قابل ہو وہ صلح میں بدلِ صلح بن سکتی ہے"۔اس لیے رسم سورہ کی دوسری صورت بھی باطل ہے کیوں کہ جب مرد پر زنا کرنے کے لیے گواہ پیش کیے جائیں یا وہ خود اس کا اعتراف کرے تو اس پر زنا کی حد لاگو ہو گی۔دور نبوی میں ایک مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو حد زنا سے بچنے کے لیے اس کے والد نے زانیہ کو ایک لونڈی اور سو عدد بکریاں ارسال کیں۔جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس معاملہ کو باطل قرار دیا اور اُن بکریوں اور لونڈی کو لڑکے کے پاس واپس بھیج دیا اور لڑکے کو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لیے ملک بدر بھی کیا۔[25]

## عورتوں کے حقوق پر رسمِ سورہ کے منفی اثرات

اسلام نے بنت آدم کو جو حقوق دیئے ہیں اُن سے بیشتر اس رسم "سورہ" کی وجہ سے پامال ہو جاتے ہیں مثلاً: اسلام نے عورت کو اس بات کا حق دیا ہے کہ وہ بمرضی خود نکاح کرے مگر جو لڑکی سورہ میں دی جاتی ہے اُن میں سے بیشتر کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کی شادی کس سے ہو رہی ہے جب کہ بعض گھرانے تو اس حد تک گرے ہوئے ہوتے ہیں کہ لڑکی کو میکہ میں جانے نہیں دیتے۔

---

[23]۔سنن ابن ماجہ،ابواب المناسک،باب خطبہ یوم النحر،رقم الحدیث:3055۔

*Sunan Ibn Māja, Abwāb Al Manāsik, al-Sunan, abwāb al-manāsik, bāb khutba youm an-naḥar, Ḥadīth,no 3055*

[24]۔زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم،البحر الرائق،(دارالکتاب الاسلامی،(س-ن))ج7،ص257۔

*Zain-ad-dīn Ibrāhim bin Nujaym, al-Baḥr-ar-Ra'iq, Dār al-kitab al-Islami,no date,Vol. 7, p. 257*

[25]۔البخاری،الصحیح،کتاب الأیمان والنذور،باب کانت یمین النبی ﷺ،رقم الحدیث:6633۔

*Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb-al-imān wa-nuzor, bāb kanat yamin al-nabiyo ﷺ, Ḥadīth no 6633*

**خلاصہ بحث**

اسلام نے مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک کی ذمہ داری، حقوق اور دائرہ کار کی بھی نشان دہی کی ہے۔ مرد کو خاندان کا سربراہ مقرر کرکے اس کے ذمہ اپنے اہل وعیال کی بنیادی ضروریات وسہولیات بہم پہنچانے کا فریضہ سونپا ہے۔ جب اندون خانہ مثلاً: بچوں کی تربیت، کھانا پکانا اور گھر کی صفائی کرنا وغیرہ خواتین کے ذمہ ڈالی ہے۔ دارالامان ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جہاں بے آس وبے بس خواتین کی رہائش، خوراک اور لباس کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں تعلیمات اسلامی سے ناآشنا ہونے کی بناء پر ہمارا معاشرہ ان گنت مسائل کا شکار ہے: گھریلو تشدد، شادی کرنے میں عورت کی مرضی کو ترجیح نہ دینا، میاں بیوی کے مابین حسن سلوک نہ ہونا، غیر کفو میں شادی، شوہر کا نان ونفقہ میں کوتاہی کرنا اور عورتوں کی جنسی خواہش کی عدم تکمیل وہ عوامل ہیں جو خواتین کے دارالامان میں داخلے کے اسباب بنتے ہیں۔ ان اسباب کا خاتمہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے اور ہر کوئی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License